مزارعت کا تصور بعثت نبوی ﷺ سے قبل

عطاء الرحمٰن
ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنہ

بہتر ہوگا کہ اصل موضوع سے قبل مزارعت کی وضاحت کردی جائے محققین مزارعت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

اعلم ان المزارعة لغة مفاعلة من الزرع وفی الشریعة ھی عقد علی الزرع ببعض الخارج.(1)

یعنی اصطلاح شریعت میں مزارعت وہ عقد ہے جو زمیندار اور کسان کے درمیان زمین کاشت کرنے کے منافع اور پیداوار کے متعین حصوں کی تقسیم پر طے پائے۔

احادیث مبارکہ کے اندر عموماً مزارعت کی جو منہی عنہ صورت لکھی ہے اس میں عہد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے زمانہ جاہلیت کا طریقہ کار مراد ہے کہ زمانہ جاہلیت اور ابتدائی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مزارعت کا یہ طریقہ تھا جس سے ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پھر بعض کتب فقہ جیسا کہ بدائع الصنائع وغیرہ نے تصریح بھی کی ہے جو اپنی جگہ پر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ سب سے پہلے صحیح بخاری کی طرف آتے ہیں۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الفَضْلِ اَخبَرَنَا بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ رضی اللّٰه عنہ قَالَ "كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ المَدِيْنَةِ حَقْلاً، وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِیْ أَرْضَهُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ القِطْعَةُ لِیْ وَهٰذِه لَکَ، فَرُبَمَا أَخْرَجَتْ ذِهْ ولم تُخْرِجْ ذِهْ فَنَهاهُمُ النَبِیُّ صَلّى اللّٰهُ عليه وسلّم.(2)

''ہم سے حدیث بیان کی صدقہ بن فضل نے (وہ فرماتے ہیں) مجھے ابن عیینہ نے یحیٰ سے خبر دی جبکہ یحیٰ نے حنظلہ سے سنا اور حنظلہ نے رافع بن خدیج سے روایت کی جو فرمار ہے تھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فصل ہماری ہوتی تھی، اور ہم میں سے ایک اپنی زمین کرایہ پر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ زمین کا یہ قطعہ میرے لئے ہے اور یہ قطعہ تمہارے لئے کبھی تو مالک کی زمین میں

پیداوار ہوتی اور مزارع کا حصہ بنجر جبکہ کبھی اس کے برعکس ہوجاتا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا''

یہاں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ ان احادیث کے اندر کسی میں کرُاء کسی میں مخابرہ کسی میں مزارعت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تینوں سے مراد مزارعت ہی ہے۔

مذکورہ حدیث میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ مالک زمین مزارع کو اپنی زمین اس شرط پر دیتے تھے کہ زمین کا فلاں ٹکڑا اس کی پیداوار میری ہوگی جبکہ فلانے ٹکڑے کی پیداوار تمہاری ہوگی (ظاہر ہے کہ ان جیسی شرائط میں اپنے فائدے کو ملحوظ رکھا جاتا ہے) پس کبھی مزارع کو اپنے حصے سے پیداوار مل جاتی مالک محروم رہتا اور کبھی اس کے برعکس ہوتا۔ عموماً مزارع ہی خسارے میں ہوتے تھے کیونکہ مالک زمین کے اچھے حصے کو اپنے لئے مخصوص کرلیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پابندی لگائی کیونکہ یہ ایک نامعلوم چیز کی بیع تھی اس میں دھوکہ تھا شریعت نے ہر اس بیع سے روکا ہے جو جہالت اور غرر پر مشتمل ہو، صحیح بخاری کے مشہور شارح علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

قوله (باب ما يكره من الشروط فى المزارعة) .... وأشار بهٰذه الترجمة الى حمل النهى فى حديث رافع على ما اذا تضمن العقد شرطاً فيه جهالة أويؤدى إلى غرر .... قوله ذِه بكسر المعجمة وسكون الهاء اشارة الى القِطْعَة.(3)

''امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ما یکرہ من الشروط فی المزارعہ سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث رافع میں جو مزارعت سے روکا گیا ہے یہ اس وقت ہے جب عقد مزارعت کے وقت ایسی شرط لگائی جائے جس میں جہالت ہو یا وہ دھوکہ کی طرف مفضی ہو۔''

صحیح بخاری میں دیگر روایات بھی ہیں جنہیں ہم طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کررہے ہیں اب صحیح مسلم کی طرف آتے ہیں۔

حدّثنى حنظلة بن قيس الأنصارى قال: سألْتُ رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذّهب والورق فقال: لابأس به إنمَا كان النّاس يؤاجرون على عهد رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم على الماذيات، واقبال الجد اول وأشياء من الذّرع فيهلك هٰذا ويَسْلِمُ هٰذا ويَسْلِمُ هٰذا ويهلك هٰذا فلم يكن للنّاس كراء اِلّا هٰذا فلذالك زجر عنه وأمّا شيء معلوم مضمونٌ فلا بأس به.(4)

''حنظلہ بن قیس انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے چاندی کے بدلے کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا پس اس نے کہا: اس معاملے میں کوئی حرج نہیں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو معاملہ کیا کرتے تھے اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اپنے لئے زمین کے وہ حصے خاص کر لیتے تھے جو نہروں اور کھیت سیراب کرنے والی نالیوں کے کنارے ہوتے تھے اسی طرح کھیتی میں بھی نکلنے سے پہلے پہلے اپنے لئے ایک مخصوص حصہ متعین کر لیتے تھے پس کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ مالک فائدے میں رہتا اور مزارع گھاٹے میں، جبکہ کبھی اس کے برعکس صورتحال ہوتی اور لوگ اس طریقے کے علاوہ کوئی اور طریقہ بھی نہیں اپناتے تھے''

اس حدیث کا خلاصہ اور تشریح بھی یہی ہے کہ زمین کا مالک زمین حوالہ کرتے وقت ایسی شرائط لگاتا تھا جس میں کسی ایک فریق کا فائدہ اور دوسرے کا نقصان تھا مثلاً یہ شرط کہ میرا حصہ وہ ہوگا جو نہروں کے کنارے ہو یا کھیت کو پانی دینے والی چھوٹی نالیوں کے آس پاس ہو دونوں شرائط میں مالک ہی کا فائدہ ہے اور کبھی تو ایسا ہوتا کہ مالک کے متعین کردہ حصے میں کسی وجہ سے غلہ نہ اگتا تو اس سے مزارع کو فائدہ ہوتا تھا کبھی مالک یہ شرط لگاتا تھا کہ اتنے من غلہ صرف اور صرف میرا ہوگا باقی جو بچا وہ میرے اور تمہارے درمیان نصف نصف ہوگا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جتنے من کا غلہ مالک نے شرط لگایا ہے وہی ہوتا اور باقی غلہ نہ ہوتا شرط کے ایفا کے طور پر زمین کا مالک سارا غلہ وصول کرتا جبکہ کاشتکار اپنی قسمت پر آنسو بہاتا رہتا۔ لم یکن للنّاس کِراءٌ إلّا ھذا سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مزید بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ اس زمانے میں مزارعت کی صرف یہی صورت رائج تھی اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔

كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وسَلّم نَأْخُذُ الْأَرْضَ بِالْمَاذِيَانَاتِ.(5)

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین اس شرط پر لیتے تھے کہ نہری زمین کا غلہ ہمارا ہوگا۔''

عَنْ رَافِعٍ اَنَّ ظُهَيْرَ بْنَ رَافِعٍ وَّ هُوَ عَمُّهُ قَالَ اَتَانِىْ ظُهَيْرٌ قَالَ لَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقاً فَقُلْتُ وَمَا ذٰلِكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلّم فَهُوَ حَقٌّ قَالَ سَأَلَنِىْ كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ فَقُلْتُ نُوَاجِرُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الرَّبِيْعِ أَوِالْأَوْسُقِ.(6)

''حضرت رافع سے مروی ہے کہ ظہیر بن رافع جو اس کے چچا ہیں فرماتے ہیں میرے پاس ظہیر

آئے یہ کہتے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں ایک ایسے کام سے روکا جس میں ہمارے لئے نرمی تھی، پس میں نے کہا: وہ کیا ہے جو رسول اللہؐ نے فرمایا پس بلاشبہ وہ حق ہے ظہیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم اپنی کھیتوں کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے جواب دیا ہم اس کو اجارہ پر دیتے ہیں اس شرط پر کہ نہری زمین ہماری ہوگی یا اتنے وسق ہمارے ہوں گے۔

ان دو روایات کے اندر بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منع کرنے سے قبل مزارعت کی جو عمومی صورت تھی وہ یہی تھی جو مندرجہ بالا احادیث میں ہے کہ اس میں کسی ایک فریق کا معاشی استحصال تھا۔ مشہور شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ومعنٰی هٰذه الألفاظ أنّهم كانوا يدفعون الأرض إلى من يذر عها ببذر من عنده علی أن يكون لمالک الأرض ما ينبت على الماذيانات واقبال الجداول وهٰذه القطعة والباقي للعامل فنهو عن ذلک لما فيه من الغرر فربما هلک هٰذا دون ذاک وعكسه .... الربيع وهو السّاقية والنهر الصغير.(7)

ان (احادیث میں مذکور) الفاظ کا مطلب ومعنٰی یہ ہے کہ مالک اپنی زمین بمع بیج کے کاشتکار کے حوالے کرتا اس شرط پر کہ جو غلہ وغیرہ نہر کے کناروں یا چھوٹی سیراب کرنے والی نالیوں کے قریب اُگے گا یا زمین کا وہ مخصوص حصہ (جس میں زیادہ اور اچھا غلہ اگنے کا امکان ہوتا تھا) میرا ہوگا اور باقی کاشتکار کا پس یہ لوگ اس کام سے روکے گئے کیونکہ اس میں دھوکہ تھا کبھی کبھار کسی عارض کی وجہ سے ایک کا غلہ خراب ہوتا کبھی دوسرے کا (آگے ربیع کی تفسیر کر رہے ہیں) کہ ربیع پانی پلانے والی چھوٹی نالی یا چھوٹی نہر کو کہا جاتا ہے۔

سلیمان ابن اشعث ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ابوداؤد کے اندر ان احادیث کی تخریج کی ہے جن میں سے ایک دور جاہلیت کے مزارعت اور اس کے باطل شروط پر مزید روشنی ڈالتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نُكْرِيْ الْأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِنْهَا فَنَهَانَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَنْ ذٰلِکَ"(8)

"حضرت سعید بن المسیبؒ سعدؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم زمین اس شرط پر مزارعت پر دیتے تھے کہ جو زمین پانی کے قریب ہو اور پانی اسے آسانی کے ساتھ سیراب کرتا ہو

اسی طرح جو نالیوں کے پاس ہو وہ ہماری ہوگی پس آپ ؐ نے اس سے منع فرمایا''

عن عروۃ بن الزّبیر قال قال زید بن ثابت یغفر اللّٰہ لرافع بن خدیج أنا واللّٰہ أعلم بالحدیث منہ انّما أتاہ رجلان قال مُسَدَّدٌ من الأنصارِ ثُمّ اتفقا قد اقتتلا فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِنْ کان ھٰذا شأنکم فلا تکروا المزارع.(9)

''عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج کو بخش دیں خدا کی قسم میں اس سے زیادہ حدیث جانتا ہوں بات یہ تھی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس انصار کے دو آدمی آئے اس حال میں کہ انہوں نے جھگڑا کیا تھا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تمہاری حالت یہ ہو تو مزارعت نہ کیا کرو''

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نظام جس میں دھوکہ ہو جو فریب پر مشتمل ہو جس میں صرف اپنا فائدہ دیکھا جائے دوسروں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے جس میں ایسی باطل شرائط رکھی جائیں کہ غریب پستا رہے اور دو وقت کی روٹی کو ترستا رہے جس میں غریب بغاوت اور مخاصمت پر آمادہ ہو جائے صرف اپنا نفع ہی خاطر میں رہے اس نظام کا نتیجہ جھگڑا لڑائی اور فساد کی صورت میں ہی نکلے گا غریب اپنے حق کے لئے آواز اٹھائے گا جبکہ امیر اپنی ہوس کی خاطر اس آواز کو دبائے گا۔

مذکورہ روایت میں بھی یہی ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے پہلے اور آپ ؐ کے مدینہ آنے تک مزارعت کی یہی ظالمانہ شرطیں جاری وساری تھیں پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو علم ہوا اور لوگ بھی اس میں لڑنے جھگڑنے لگے جو ان شرائط کا لازمی نتیجہ تھا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا۔

حدّثنی حنظلۃ بن قیس الأنصاریّ قال سألتُ رافع بن خدیج عن کراء الأرض بالذّھب والورق فقال لا بأس بھا انّما کان النّاس یؤاجرون علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بما علی الماذیانات واقبال الجداول واشیاء من الزّرع فیھلک ھٰذا ویَسْلِمُ ھٰذا.(10)

''حنظلہ بن قیس انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے چاندی کے بدلے کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا پس اس نے کہا: اس معاملے میں کوئی حرج نہیں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو معاملہ کیا کرتے تھے اس کی صورت یہ

ہوتی تھی کہ اپنے لئے زمین کے وہ حصے خاص کر لیتے تھے جو نہروں اور کھیت سیراب کرنے والی نالیوں کے کنارے ہوتے تھے اسی طرح کھیتی میں بھی نکلنے سے پہلے پہلے اپنے لئے ایک مخصوص حصہ متعین کر لیتے تھے پس کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ مالک فائدے میں رہتا اور مزارع گھاٹے میں، جبکہ کبھی اس کے برعکس صورتحال ہوتی اور لوگ اس طریقے کے علاوہ کوئی اور طریقہ بھی نہیں اپناتے تھے"

حدّثنی أبو النجاشی انّه سَمِعَ رافع بن خدیج یحدّث عن عمّه ظهیر قال نهانا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم عن أمر کان لنا رافقا فقُلْت ما قال رسول اللّٰه فهو حق فقال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم ما تصنعون بمحاقلکم قلنا نؤاجرها علی الثلث والربع والأوسق من البّر والشعیر.

حدّثنا محمّد بن یحیٰی .... عن اسید بن حضیر بن أخی رافع بن خدیج قال کان احدنا اذ استغنٰی عن ارضیه اعطاها بالثلث والربع والنصف واشترط ثلث جد اول والقصادة وماسقی الربیع وکان العیش اذ ذاک شدید وکان یعمل فیها بالحدید وبما شاء اللّٰه ویصیب منها منفعة فاتانا رافع بن خدیج .(11)

یہ دو حدیثیں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث کا ترجمہ تو ماقبل میں گذر چکا ہے البتہ یہاں اتنا اضافہ ہے کہ ہم زمین ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے اعتبار سے گندم اور جو میں وسق کی حیثیت سے دیتے تھے۔ اور دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ زمانہ تنگدستی کا تھا اور ہم ثلث ربع اور نصف پر مزارعت کرتے تھے اور کھیت کی اچھی جگہ جہاں غلہ اچھا ہوتا ہو اور کھیتوں کی سیرابی وغیرہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے۔ امام نسائی رحمہ اللہ ذرا مختلف انداز میں احادیث ذکر کرتے ہیں۔

عن سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج قال کنّا نحاقل بالأرض علی عهد رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم فنکریها بالثلث والربع والطعام المسمّٰی.(12)

ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کھیتی باڑی کرتے تھے ثلث اور ربع پر ہم زمین مزارعت پر دیتے تھے اور ساتھ غلّے کی ایک معین مقدار بھی۔

عن رافع بن خدیج قال حدّثنی عمی انّهم کانوا یکرون الأرض علی عهد رسول

اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بما ینبت علی الأربعاء وشیئ من الزرع یستثنی صاحب الأرض.(13)

رافع بن خدیج اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں لوگ مزارعت کرتے تھے نہری زمین کی شرط پر اسی طرح غلّے میں سے بھی اپنے لئے خاص کرتے تھے۔

امام بخاری ومسلم کی ہر دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے مالکان نہ صرف یہ کہ زمین کے اچھے حصّے کا غلہ اپنے لئے مخصوص کرتے بلکہ اس کے علاوہ غلّہ میں بھی اپنا ایک متعین حصہ رکھتے مثلاً پانچ وسق وغیرہ، اگر کہیں اتفاق سے پورا غلہ ہی پانچ وسق نکلا تو سارا زمین کے مالک نے لیا جبکہ مزارع بیچارا باوجود سخت محنت کے سر پیٹتا رہ جاتا۔

قال نافع فقال ابن عمر لمّا ذکر رافع ما ذکر قد کنت أعْلَمُ أنّا نکری مزارعنا علی عھد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بما علی الأربعاء وشیئ من التبن.(14)

أخبرنا أبو عبداللّٰہ الحافظ.... أنّ ابالزّبیر حدّثہ قال سمعت جابر بن عبداللّٰہ یقول: کنّا فی زمن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نأخذ الأرض بالثلث والربع بالماذیانات.(15)

أخبرنا علی بن أحمد .... عن طاؤس عن ابن عبّاس أنّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لم یحرّم المزارعہ ولکن أمر ان یرفق النّاس بعضھم من بعضھم.(16)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سنن میں یہ تین روایات لائے ہیں اور تینوں روایات سابقہ روایات سے ممتاز ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ روایات عموماً حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور حضرت رافع کی روایات مضطرب ہیں علمائے کرام نے اس میں اضطراب کی نشاندہی کی ہے جبکہ ان تین روایات میں سے ایک حضرت ابن عمرؓ زمانہ جاہلیت میں مزارعت کا طریقہ کار بتلا رہے ہیں دوسری روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ تیسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں دوسری بات یہ کہ سابقہ روایات میں مالک زمین ربّ الأرض کی شرائط کا ذکر تھا جبکہ یہاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مزارع اور کاشتکار طریقہ کار بتلا رہا ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے جب مزارعت کی نہی کے متعلق حدیث ذکر کی تو ابن عمرؓ نے فرمایا میں یہ بات

جانتا ہوں کہ عہد نبویؐ میں ہم زمین مزارعت پر دیتے تھے اس شرط پر کہ پانی کی قریبی جگہیں ہماری ہوں گی اور کچھ بھُس بھی۔

ابوعبداللہ الحافظ ابوالزبیر سے اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین ثلث اور ربع پر ماذیانات کے شرط کے ساتھ مالکان سے لیتے تھے۔

طاؤس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزارعت کو حرام قرار نہیں دیا البتہ ایک دوسرے سے نرمی کرنے کا حکم دیا ہے۔

تیسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ مزارعت کے فاسد شرائط کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے آپؐ نے ان استحصالی شرائط پر پابندی عائد کر کے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا حکم دیا۔ امام دارمی رحمہ اللہ مزید وضاحت کے ساتھ حدیث جابر لائے ہیں:۔

حدّثنا ابو الزّبير انّه سمع جابرا يقول كنا نخابر قبل أن ينهانا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن الخبر بسنتين او ثلاث على الثلث والشطر وشيئ من التبن.(17)

ترجمہ: ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابرؓ کو سنا جو کہہ رہے تھے کہ ہم مزارعت کرتے تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منع کرنے سے قبل دو سال اور تین سال کے لئے ایک تہائی اور آدھے پر اس کے ساتھ کچھ معین حصہ بھُس پر۔

اس روایت کے اندر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صراحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے سے قبل مزارعت کی یہی صورت رائج تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں مزارعت کا جو طریقہ کار تھا یہ بہت پہلے سے چلا آ رہا تھا اور یہی زمانہ جاہلیت میں مزارعت کا طریقہ و دستور تھا۔

جمع الفوائد نے حضرات صحابہ کرام میں سے ابن عمرؓ اور رافع بن خدیج ہر دو کی روایات ذکر کی ہیں:

ابن عمر: كانت المزارع تكرى على عهد النبى صلّى الله عليه وسلّم أنّ لرب الأرض ما على الربيع السواقى من الزّرع وطائفة من التبن لاادرى كم هو.(18)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مزارع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں زمین کرایہ

(انہی بے بنیاد شرائط پر) لیتے تھے۔

رافع بن خديج كنا اكثر الأنصار حقلاً فكنّا نكرى الأرض على أنّ لنا هٰذه ولهم هٰذه فربما أخرجت هٰذه ولم تخرج هٰذه فنهانا عن ذلك.(19)

رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم اکثر اہل مدینہ کا شتکار تھے ہم زمین میں مزارعت کرتے تھے اس طور پر کہ فلانے کا حصہ یہ ہے اور فلانا حصہ اس کا ہے تو کبھی ایک کا غلہ نکلتا تھا دوسرا محروم ہوتا اور کبھی اس کے برعکس ہوتا۔

عبدالرزاق ابن ہمام بن نافع صنعانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنّف کے اندر رافع بن خدیج کی روایت کی تخریج کی ہے۔

كان ابن عمر يكرى ارضه فاخبر بحديث رافع بن خديج فأخبره فقال قد علمت أنّ اهل الأرض يعطون أرضيهم على عهد رسول اللّٰه ويشترط صاحب الأرض أنّ لى الماذيانات وما سقى الربيع ويشترط من الجرين شيئا معلوما.(20)

اس روایت کے اندر بھی یہ شرط ہے ویشترط من الجرین شیئا معلوما کہ لوگ کئی دیگر شرائط کے علاوہ کھیتی اور غلّہ میں سے بھی اپنے لئے حصہ متعین کر لیتے تھے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ!

فبيَّنَ سَعْدٌ رضى اللّه عنه فى هٰذا الحديث ما نهى النبىّ صلّى اللّه عليه وسلّم لم كان وانّه اِنّما كان لِانّهم كانوا يشترطون ما على الربيع السّاقى وذلك فاسد فى قول النّاس جميعا.(21)

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں واضح کیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مزارعت سے نہی اس بنا پر تھی کہ لوگ پانی پلانے والی نالیوں کے قریب جگہ کا انتخاب کرتے تھے اور یہ شرط سب کے ہاں فاسد ہے۔

اشارہ زمانہ جاہلیت کے زمانہ میں مزارعت کے طریقہ کار کے متعلق ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے تعلیق المجد کے اندر ذکر کیا ہے۔

اِنّما كان النّاس يؤجرون على عهد رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم على الماذيانات واقبال الجداول فيهلك هذا ويسلم هذا فلذالك زجر عنه.(22)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں لوگ اپنی زمین پانی کے قریبی جگہیں لینے کی شرط پر دیتے تھے کبھی تو

مالک کا حصہ ہلاک ہوتا کبھی مزارع کا، اس وجہ سے حضورؐ نے منع فرمایا۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مزارعت پر تحقیق کرتے ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں۔

وما روی عن سعد بن أبی وقاص أن اصحاب المزارع فی عهد رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم کانوا یکرون مزارعهم لما یکون علی السّواقی وما یبعد بالماء ممّا حول النبت فجاؤا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم فاختلفوا فی بعض ذلک فنهاهم أن یکروا بذلک وقال اکروا بالذهب والفضة رواه احمد وأبو داؤد والنسائی.(23)

کہ سعد بن ابی وقاص کی جو روایت ہے (روایت یہ ہے) کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں کاشتکار پانی کے قریبی جگہوں کا انتخاب کرتے تھے اس کا لازمی نتیجہ جھگڑے کی صورت میں نکلنا تھا پس آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع کیا۔

پہلے یہ بات ذکر کی تھی کہ حضرت رافعؓ کی حدیث میں اضطراب ہے اس کے متعلق مولانا لکھتے ہیں۔

قال فی فتح الودود: قیل انّ حدیث رافع مضطرب فیجب ترکه والحق أنّه مضطرب سنداً ومتنا.(24)

فتح الودود میں لکھا ہے کہ حضرت رافع کی حدیث میں اضطراب ہے پس اس کو چھوڑنا واجب ہے اور سچی بات یہ ہے کہ یہ سند اور متن دونوں اعتبار سے مضطرب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مزارعت کی یہ صورت جو احادیث میں آئی ہے اور جس میں یہ بات مذکور ہے کہ ہم اکثر انصار کھیتی باڑی اور مزارعت کرتے تھے اس سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ مزارعت وغیرہ کا طریقہ کار صرف مدینہ یا انصار کے ساتھ خاص ہے تو ایسی کوئی بات نہیں مزارعت کا جو طریقہ کار انصار مدینہ میں تھا وہی قریش اور مکہ میں بھی رائج تھا دیکھئے فتح الباری۔

عن عطاء بن یَسَار عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه أنّ النبیّ صلّی اللّٰه علیه وَسَلَّم کان یوماًیحدّث وعنده رَجل من اهل البادیة أنّ رجلا من اهل الجنّة استأذن ربّه فی الزّرع فقال له اَلَسْتَ فیما شئتَ قال بلی ولکن أحبّ أن ازرع قال فبذر فبادر الطّرف نباته واسئوائه واستحصاده فکان امثال الجبال فیقول اللّٰه دونک یا ابن ادم فانّه لا یشبعک شیئ فقال الأعرابی واللّٰه لا تجده اِلّا قرشیا او انصار

یا فإنّهم أصحاب ذرع فضحک النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم.(25)

عطاء بن یسار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن صحابہ کرام سے ہم کلام تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک دیہاتی بھی تھے آپؐ بیان کررہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کاشت کرنے کی (کہ مجھے کاشت کاری کی اجازت دی جائے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا جس چیز کی تجھ کو حاجت ہے اور جو تو چاہتا ہے وہ تجھے دستیاب نہیں جنّتی نے جواب دیا جی ہاں اے میرے رب لیکن میں زراعت کرنا چاہتا ہوں پس اس نے بیج بویا پلک جھپکنے میں کھیتی اُگ بھی گئی برابر بھی ہوگئی اور پھر خود بخود کٹ گئی اور غلہ پہاڑوں کی طرح زیادہ مقدار میں نظر آنے لگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم اس کو لے لو کیونکہ تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھرتی۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب یہ حدیث بیان کی تو اعرابی نے کہا خدا کی قسم یہ آدمی قریشی یا انصاری تھا کیونکہ یہی دو (انصاری اور قریشی) کھیتی باڑی والے ہیں یہ بات سن کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنسنے لگے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح انصار مدینہ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے اسی طرح قریش بھی کرتے تھے اور جو فاسد شرائط اہل یثرب میں رائج تھی یہی شرائط اہل مکہ میں بھی رائج تھی اور آگے اپنی جگہ پر بدائع الصنائع وغیرہ کے حوالے سے آجائے گا کہ یہ جاہلیت کا عمومی دستور تھا۔

خلاصہ اور نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ اسلام سے قبل دیگر اشیا میں جس طرح ظلم وجور اور استحصالِ غریب کا دور دورہ تھا اسی طرح مزارعت میں بھی غریب مزارع یا کسی ایک فریق کا معاشی استحصال کیا جاتا تھا مثلاً زمین حوالہ کرتے وقت یہ شرائط لگائی جاتیں کہ نہر کے قریب یا پانی پلانے والی نالیوں کے قریب جو زمین ہے اس کی پیداوار میری یا زمین کے اس فلانے زرخیز ٹکڑے (جس کی پیداوار یقینی ہے) میری باقی تمہاری۔ یا شروع سے متعین پیداوار اپنے لئے مخصوص کرلیتا تھا کہ پانچ من غلہ میرا باقی تیرا اس قسم کی دیگر استحصالی شرائط زمانہ جاہلیت میں رائج تھی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان غلط اور ظالمانہ شرائط کی اصلاح فرمائی۔ اور آپس میں نرمی سے پیش آنے کا حکم بھی دیا۔ بنیادی طور پر پیغمبر اسلام ﷺ اسلامی تعلیمات کے ذریعہ اللہ کے حکم پر اخوت وبھائی چارہ اور مساوات پر مبنی معاشرہ قائم کرنا چاہتے تھے جہاں عدل وانصاف کا بول بالا ہو اور معاشرہ اس طرح کا قائم ہو جس میں کسی کا استحصال نہ ہو رہا ہو اسی لئے اگر ہم بغور جائزہ لیں تو قرآنی واسلامی تعلیمات اور خود نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا عمل اس پر دال ہے۔

حوالہ جات

۱۔ برہان الدین، علی ابن ابی بکر، ہدایہ، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، س ن، ص۳۵۹، ج۴
۲۔ ابن حجر عسقلانی، علامہ، فتح الباری ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ، ص۱۹، ج ٦
۳۔ ایضاً
۴۔ ابی الحسین مسلم بن حجاج القشیری،الشیخ، صحیح مسلم ،کراچی ، قدیمی کتب خانہ ،١٩٥٦ء ص١٣، ج ٢
۵۔ ایضاً،ص ۱۲،ج۲
۶۔ ایضاً،ص۱۳،ج ۲
۷۔ النووی، علامہ، شرح النووی علی مسلم، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۳۰۹ھ، ص۱۲تا۱۴
۸۔ ابوداؤد بن جارود، ابوداؤد الطیاسی، حافظ، سنن ابوداؤد، کراچی، میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب، ۱۳٦۹ھ، ص ۴۸۱
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ حافظ عبداللہ محمد بن یزید،امام ،سنن ابن ماجہ ،کراچی، میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب، س ن، ص ١٧٩
۱۲۔ الحافظ ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی ،الامام ،سنن نسائی ، کراچی، ایجوکیشنل پریس، ١٣٥٠ھ، ص ١٣٥، ج٢
۱۳۔ ایضاً،ص۱۳٦،ج۲
۱۴۔ ابی بکر احمد بن حسین ابن علی، سنن الکبری للبیھقی، بیروت ،مکتبہ البحوث و الدراسات دارالفکر، س ن، ص ٦١ ، ج ٩
۱۵۔ ایضاً،ص٦۳، ج ۹
۱٦۔ ایضاً،ص۷۱تا۷۲،ج۹
۱۷۔ الدارمی، ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمٰن ،سنن دارمی، دھلی، مطبع رحمانی، ١٣٣٧ھ، ص٣٤٩ ، ج ٢
۱۸۔ محمد بن محمد بن سلیمان، امام ،جمع الفوائد ،بیروت، دارالکتب العلمیہ، ١٤٢٣ھ، ص ٤٩٩، ج١
۱۹۔ ایضاً،ص ۴۹۹، ج ۱
۲۰۔ عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق بن ھمام، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ٢٠٠٠ء، ص ٧٤ ، ج ٨
۲۱۔ ابی جعفر الطحاوی، امام، شرح معانی الآثار للطحاوی ملتان، مکتبہ حقانیہ، س ن ، ج ٢
۲۲۔ التعلیق الممجد لعبد الحی الکھنوی علی مؤطا محمد ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، س ن، ص ٣٠٧، ج ٣

۲۳۔ ظفر عثمانی، مولانا، اعلاالسنن، کراچی ادارۃ القرآن، ۱۴۱۵ھ، ص ۳۹، ج ۱۷

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ ابن حجر عسقلانی، علامہ، فتح الباری، محولہ بالا، ص ۲۹، ج ٦